جلد ۵۳/۱۸	۱۳ امان ۱۳۴۳ھ ۲۸ شوال ۱۳۸۳ھ ۱۳ مارچ ۱۹۶۴ء	نمبر ۶۲

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب

ربوہ ۱۲ مارچ بوقت ½۸ بجے صبح

کل دوپہر تک حضور کو کچھ بے چینی کی تکلیف رہی۔ پھر اللہ تعالیٰ کے فضل سے طبیعت بہتر ہو گئی۔ اس وقت طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولیٰ کریم اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔

آمین اللّٰھم آمین

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ہماری جماعت اگر جماعت بننا چاہتی ہے تو اسے چاہیئے کہ ایک موت اختیار کرے

نفسانی امور اور نفسانی اغراض سے بچے اور اللہ تعالیٰ کو سب شے پر مقدم رکھے

"ابدال، قطب اور غوث وغیرہ جس قدر مراتب ہیں یہ کوئی نماز اور روزوں سے ہاتھ نہیں آتے۔ اگر ان سے یہ مل جاتے تو پھر یہ عبادات تو سب انسان بجالاتے ہیں۔ یہ سب کے سب کیوں نہ ابدال اور قطب بن گئے۔ جب تک انسان صدق و صفا کے ساتھ خدا تعالیٰ کا بندہ نہ ہوگا تب تک کوئی درجہ ملنا مشکل ہے۔ جب ابراہیم کی نسبت خدا تعالیٰ نے شہادت دی وَاِبْرٰھِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰٓی کہ ابراہیم وہ شخص ہے جس نے اپنی بات کو پورا کیا تو اس طرح سے اپنے دل کو غیر سے پاک کرنا اور محبت الٰہی سے بھرنا۔ خدا تعالیٰ کی مرضی کے موافق چلنا اور جیسے ظل اصل کا تابع ہوتا ہے ویسے ہی تابع ہونا کہ اس کی اور خدا کی مرضی ایک ہو کوئی فرق نہ ہو یہ سب باتیں دعا سے حاصل ہوتی ہیں۔ نماز اصل میں دعا کے لئے ہے کہ ہر ایک مقام پر دعا کرے۔ لیکن جو شخص سویا ہوا نماز ادا کرتا ہے کہ اسے اس کی خبر ہی نہیں ہوتی تو وہ اصل میں نماز نہیں۔ جیسے دیکھا جاتا ہے کہ بعض لوگ پچاس پچاس سال نماز پڑھتے ہیں لیکن ان کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ حالانکہ نماز وہ شے ہے کہ جس سے پانچ دن میں روحانیت حاصل ہو جاتی ہے۔ بعض نمازیوں پر خدا تعالیٰ نے لعنت بھیجی ہے۔ جیسے فرماتا ہے فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ۔ ویل کے معنی لعنت کے بھی ہوتے ہیں پس چاہیئے کہ ادائیگی نماز میں انسان سست نہ ہو اور نہ غافل ہو۔ ہماری جماعت اگر جماعت بننا چاہتی ہے تو اسے چاہیئے کہ ایک موت اختیار کرے۔ نفسانی امور اور نفسانی اغراض سے بچے اور اللہ تعالیٰ کو سب شے پر مقدم رکھے۔"

(ملفوظات جلد ششم صفحہ ۱۷۷)

عزیزہ امۃ الجمیل بیگم کیلئے دعا کی تحریک

حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب

میری چھوٹی ہمشیرہ عزیزہ امۃ الجمیل بیگم ناصر محمد صاحب سیال تین ہفتہ سے بیمار ہیں۔ گزشتہ دو روز سے ان کی طبیعت زیادہ ناساز ہے۔ انہیں گردے کی تکلیف ہے آجکل وہ میو ہسپتال لاہور میں زیر علاج ہیں۔ میں صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور درویشان قادیان اور تمام دیگر احباب جماعت سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ عزیزہ امۃ الجمیل کو اپنے فضل سے صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے آمین

انتخاب نمائندگان برائے مجلس مشاورت

مجلس مشاورت کا اجلاس ۲۰۔۲۱۔۲۲ مارچ ۱۹۶۴ء بروز جمعہ ہفتہ۔ اتوار۔ بمقام ربوہ ہوگا۔ جماعت ہائے احمدیہ کو چاہیئے کہ نمائندگان کا انتخاب کر کے جلد از جلد اطلاع دیں گزشتہ سال بہت سی جماعتوں کے نمائندگان نہ آسکے تھے۔ یہ طریق درست نہیں۔ سب جماعتوں کو چاہیئے کہ شوریٰ میں اپنے نمائندے بھجوائیں۔ (پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثانی)

چوہدری محمد نقی صاحب بیرسٹر کی نعش بہشتی مقبرہ میں سپرد خاک کر دی گئی

نماز جنازہ اور تدفین میں اہل ربوہ بہت کثیر تعداد میں شریک ہوئے

ربوہ ۱۲ مارچ۔ حضرت نواب محمد الدین صاحب مرحوم کے سب سے چھوٹے فرزند چوہدری محمد نقی صاحب بار ایٹ لا سینئر ایڈووکیٹ سپریم کورٹ آف پاکستان (جنہوں نے ۹ اور ۱۰ مارچ ۱۹۶۴ء کی درمیانی شب منٹگمری میں وفات پائی تھی) کی نعش کل مورخہ ۱۱ مارچ بروز چہارشنبہ بعد نماز عصر بہشتی مقبرہ میں سپرد خاک کر دی گئی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

ان کا جنازہ ان کے برادر اکبر مکرم چوہدری محمد شریف صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت ہائے احمدیہ ضلع منٹگمری اور دیگر اعزا مورخہ ۱۰ مارچ کو رات کے ساڑھے سات بجے بذریعہ ایمبولنس کار ربوہ لائے تھے۔ مرحوم کے دوسرے بھائی مکرم چوہدری محمد سعید صاحب کے حیدرآباد سے اور بعض دیگر رشتہ داروں کے متعدد دیگر مقامات سے ربوہ پہنچنے کے بعد نماز جنازہ محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے مورخہ ۱۱ مارچ بعد نماز ظہر مسجد مبارک میں پڑھائی جس میں خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے افراد اور اہل ربوہ بہت کثیر تعداد میں شریک ہوئے

(باقی ص۸ پر)

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا۔

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۱۳ مارچ ۶۴ء

قربانیوں کا فلسفہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی جو تقریر فرمودہ ۶ ۲/۴ بمقام قادیان الفضل کے مصلح موعود نمبر ۲۰/۲/۶۴ میں شائع ہوئی ہے وہ اس لحاظ سے خصوصی حیثیت رکھتی ہے کہ اس میں حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے نہایت وضاحت سے بعض ایسی قربانیوں کا ذکر کیا ہے جو عام دنیوی نظر سے تو ضیاع سمجھی جاتی ہیں لیکن جن کا ثواب تعمیر نو قربانیوں سے بھی زیادہ ہوتا ہے۔

اس تعلق میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے حج کی قربانیوں کا بھی ذکر فرمایا ہے جو بظاہر ضائع جاتی معلوم ہوتی ہیں لیکن اللہ تعالےٰ نے ان کو ضروری قرار دیا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

"جماعت کو بتانا چاہتا ہوں کہ قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض دفعہ ایک ضائع ہونے والی چیز درحقیقت ضائع نہیں ہوتی بلکہ قومی قربانیوں کے لئے انسان کے اندر خود داری کا احساس پیدا کرنے کے لئے اس قدر ضروری ہوتی ہے کہ اس پر جس قدر بھی زور دیا جائے کم ہوتا ہے اور جس قدر بھی روپیہ ضائع ہوتا نظر آئے اس کی پروا نہیں کرنی چاہیئے کیونکہ قومی ترقی اور بلند و بالا عمارات کی تعمیر بسا اوقات انسان سے ایسی ہی قربانیوں کا مطالبہ کرتی ہے کہ بظاہر یوں معلوم ہوتا ہے روپیہ ضائع چلا گیا طاقت رائیگاں کھوئی گئی کام کا کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔ مگر حقیقتاً وہ ضائع ہونے والی چیز کئی حقیقی قربانیوں سے بھی زیادہ مفید اور بابرکت ہوتی ہے۔

اسلام میں اسی قسم کی قربانیوں کی جو مثالیں پائی جاتی ہیں ان میں سے ایک مثال اللہ تعالےٰ کا وہ حکم ہے جو قرآن کریم میں بھی بیان ہوا ہے کہ جب تم حج کے لئے مکہ میں جاؤ تو وہاں تمہارے لئے ضروری ہے کہ تم قربانی کرو۔ چنانچہ جو لوگ مکہ میں جاتے ہیں وہ ضرور قربانی کرتے ہیں۔ کوئی بکرے کی قربانی کرتا ہے۔ کوئی گائے کی قربانی کرتا ہے کوئی اونٹ کی قربانی کرتا ہے۔ اب خواہ کوئی شخص صرف ایک بکرا قربانی کرے یا گائے کی قربانی دے یہ واضح بات ہے کہ وہ سارا بکرا نہیں کھا سکتا نہ ساری گائے کھا سکتا ہے اور اگر اونٹ کی قربانی کی جائے تو اس کے متعلق یہ خیال بھی نہیں کیا جا سکتا کہ کوئی اکیلا شخص اسے کھا سکے گا۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہزاروں ہزار بکرا اور ہزاروں ہزار اونٹ ضائع چلا جاتا ہے۔ لوگ قربانی کر کے اونٹوں اور بکروں کو اسی جگہ پھینک دیتے ہیں۔ اور کوئی شخص ان کا گوشت کھانے والا نظر نہیں آتا۔ یہاں تک کہ بعض دفعہ قربانیوں کی کثرت کی وجہ سے تعفن پیدا ہو جاتا اور لوگ بیماریوں میں مبتلا ہونے لگ جاتے ہیں بہت لوگ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے حج میں جس قربانی کا حکم دیا ہے وہ قطعی طور پر ضائع چلی جانے والی چیز ہے اور اس کا بنی نوع انسان کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ بلا وجہ ہزاروں ہزار روپیہ ایسی قربانیوں پر ضائع کرا دیا جاتا ہے اگر یہی روپیہ تعلیم پر صرف کیا جائے یا سکولوں اور کالجوں کی ترقی پر صرف کیا جائے تو اس سے قوم کو کتنا بڑا فائدہ پہنچ سکتا ہے مگر اس امر کا کوئی خیال نہیں رکھا جاتا اور قومی روپیہ ایسی قربانیوں پر ضائع کر دیا جاتا ہے جن کا بظاہر کوئی بھی فائدہ نہیں ہوتا۔ یہ اعتراض کئی لوگ کیا کرتے ہیں اور ان کی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ کیوں بلا وجہ اتنی قربانیوں پر روپیہ ضائع کیا جاتا ہے۔ اگر صرف گوشت کھانا یا غرباء کو گوشت کھلانا مدنظر ہوتا قربانیوں پر روپیہ ضائع کیا جاتا ہے۔ اگر صرف گوشت کھانا یا غرباء کو گوشت کھلانا مدنظر ہوتا تو بہت تھوڑی قربانیوں سے یہ ضرورت پوری ہو سکتی تھی۔ اس کا جواب درحقیقت یہ ہے حج کی قربانیوں کے بظاہر ضائع چلے جاتے ہیں۔ ہمارے لئے یہ سبق رکھا گیا ہے کہ بعض دفعہ قومی زندگیوں میں تم پر ایسا وقت بھی آئے گا جب تم سے بلا دریغ قربانیوں کا مطالبہ کیا جائے گا۔ اور بظاہر یوں معلوم ہوگا کہ تمہاری طاقت اور تمہارا روپیہ ضائع کیا جا رہا ہے مگر یاد رکھو وہ ضائع نہیں ہوگا۔ بلکہ یہ ضائع شدہ روپیہ ہی تمہاری ترقی اور کامیابی کا ذریعہ ثابت ہوگا۔ اس لئے تم گھبراؤ نہیں۔ ہم تم سے ہر سال حج کے موقع پر ایسی قربانیاں کرائیں گے جن میں بظاہر تمہارا روپیہ ضائع ہو رہا ہوگا۔ مگر درحقیقت یہ مشق ہوگی اس بات کی کہ تم قومی زندگی کیلئے ایسے کام کرنے کے لئے بھی تیار رہا کرو جن پر بظاہر تمہیں اپنا روپیہ ضائع ہوتا نظر آئے۔ تم یہ مت دیکھو کہ اس کا کوئی نتیجہ نکلا ہے یا نہیں۔ تم وقت کی ضرورت کو دیکھو اور اپنا روپیہ اگر سمندر میں بھی ڈالنا پڑے تو سمندر میں ڈالنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔"

حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے یہاں حج کی قربانیوں کا فلسفہ بیان فرمایا ہے اور بتایا ہے کہ ایسی قربانیاں قوم کے کردار کو مستقل کرنے کے لئے ضروری ہوتی ہیں بظاہر تو یہ ضیاع جان و مال نظر آتا ہے مگر اسکے نتائج دور رس ہوتے ہیں اور قوم اس طرح بڑی سے بڑی قربانی کرنے پر ہر وقت آمادہ رہتی ہے۔ یہی فلسفہ ہے جو عید الاضحیہ کی قربانیوں میں مضمر ہے۔ اور وہ لوگ جو سمجھتے ہیں کہ اس طرح ہر سال مسلمانوں کا کروڑوں روپیہ ضائع ہوتا ہے وہ نہیں سمجھ پاتے کہ قوم کے مزاج کو ایک خاص سانچے میں ڈھالنے کے لئے کتنی قربانیوں کی ضرورت ہوتی ہے۔

اس کی عام مثال وہ روپیہ بھی ہے جو فوجوں وغیرہ کے اخراجات میں اٹھتا ہے۔ اکثر ممالک کروڑوں اربوں روپیہ فوجی بجٹ کے لئے نکالتی ہیں حالانکہ جنگ کا خطرہ قریب نہیں ہوتا امن کی حالت میں بھی یہ روپیہ خرچ ہوتا ہے۔ اور متواتر خرچ ہوتا رہتا ہے۔ اور ممکن ہے کہ کبھی فوج کے استعمال کی ضرورت ہی نہ پڑے۔ تاہم کوئی قوم ایسے اخراجات کو چھوڑ نہیں سکتی اور نہ اس کو ضیاع مال سمجھتی ہے۔ جو روپیہ فوجی بجٹ کے لئے نکالا جاتا ہے وہ عوام کی جیبوں سے ہی آتا ہے اور یہ عوام ہی کی قربانی کا روپیہ ہوتا ہے۔ اب اگر یہ استدلال کیا جائے کہ یہ روپیہ ضائع ہو رہا ہے اس کو کسی اور کام میں لگایا جائے تو اس میں دانائی نہیں سمجھی جائے گی۔ کوئی شخص بھی ایسی قربانی کو ضیاع مال و زر کے زمرہ میں شامل نہیں کرے گا۔

اس طرح جو لوگ عید الاضحیہ کی قربانیوں پر اعتراض کرتے ہیں وہ نہیں جانتے کہ ان قربانیوں کا قوم کے کردار بنانے سے کیا تعلق ہے ایسی قربانیوں میں جو روپیہ صرف ہوتا ہے وہ حقیقت میں ضائع نہیں ہوتا اگرچہ بادی النظر میں ایسا معلوم ہوتا ہے بلکہ حقیقت یہ ہے ایسی قربانیاں اور بھی موجب ثواب ہوتی ہیں کیونکہ یہ انسان کو قربانیوں کے لئے آمادہ رکھتی ہیں اور جب واقعی قوم کو وقت پڑتا ہے تو جن کو قربانی کی عادت ہوتی ہے وہ فوراً وقت کا جواب قربانیوں سے دیتے ہیں۔ یہ دراصل اقوام کی زندگی کا عظیم الشان راز ہے۔

اللہ تعالےٰ کے فضل سے احمدی احباب اس عادت پر دوسروں کی نسبت زیادہ پختہ کار ہیں۔ اور وہ قربانی سے ذرا بھی گریز نہیں کرتے غریب سے غریب اور نادار سے نادار احمدی بھی قومی کاموں کی ضروریات کے سامنے اپنی ذاتی ضروریات کو قربان کرنا جانتا ہے احمدی بچے بوڑھے جوان اور احمدی مستورات خدا تعالےٰ کے فضل سے بلا تذبذب ہر ممکن قربانی کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ وہ دوسروں کی نسبت بہت زیادہ دینی فریضہ تبلیغ و اشاعت سرانجام دے رہے ہیں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے اس امر کو کئی تاریخی واقعات سے ثابت فرمایا ہے۔ چنانچہ شاہ جہاں بادشاہ نے جو تاج محل کی عمارت تیار کی تو عمارت تیار کرنے والے انجنیئر نے پہلے بادشاہ کی آزمائش اسی طرح کی کہ وہ ضیاع مال کا کتنا حوصلہ رکھتا ہے کیونکہ جو عمارت بادشاہ تعمیر کرنا چاہتا تھا اس میں کامیابی بغیر بے دریغ روپیہ خرچ کرنے کے نہیں ہو سکتی تھی۔

اس کے متعلق آپ نے جنگ تبوک کا حوالہ بھی دیا ہے۔ جنگ تبوک اصل میں کوئی جنگ تھی ہی نہیں۔ اسلام کے دشمنوں نے افواہیں اڑا کر مسلمانوں کو یقین دلا دیا تھا کہ رومی مسلمانوں پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہے ہیں۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے الفاظ میں

"یہ افواہیں اتنی کثرت سے پھیل گئیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کو یقین ہو گیا کہ قیصر اپنی فوجوں سمیت عرب پر حملہ کرنے کے لئے آ رہا ہے۔ چنانچہ آپ نے لشکر بندی کا حکم دیدیا اور وہ عالم الغیب خدا جو معمولی معمولی باتوں کا آپ کو علم دیدیا کرتا تھا اسنے بھی آپ کو کچھ نہ بتایا کیونکہ اس ذریعہ سے اللہ تعالےٰ یہ بتانا چاہتا تھا کہ حزم و احتیاط میں کسی قوت کا ضائع ہونا درحقیقت کسی قوت کا پیدا ہونا ہوتا ہے تاریخ سے ثابت ہے کہ آپ نے دس ہزار کا لشکر تیار کیا مگر خدا تعالےٰ کی طرف سے آپ کو یہ نہ بتایا گیا کہ درحقیقت یہ سب کچھ منافقوں کی پھیلائی ہوئی افواہیں ہیں لڑائی کوئی نہیں۔ اتنے بڑے لشکر کی تیاری کوئی معمولی کام نہیں تھا۔ پھر ایک اور مشکل یہ تھی کہ یہ فصلوں کے پکنے کا موسم تھا اور لشکر بندی کی صورت میں فصلوں کی تباہی یقینی تھی مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان باتوں کی کوئی پرواہ نہ کی اور مسلمانوں کو تیار ہونے کا حکم دے دیا۔"

(الفضل ۳/۲۰/۶۴)

اسلامی تاریخ کے مطالعہ کرنیوالے جانتے ہیں کہ اس تجربے کا مسلمانوں کو کیا فائدہ ہوا۔ بظاہر تو یہ مال و زر اور طاقت کا ضیاع معلوم ہوتا ہے مگر دراصل یہ ایک نہایت عظیم جنگی مشق ثابت ہوئی جیسا کہ آجکل بڑے بڑے ممالک فوجی مشقیں کرتے ہیں۔ اس سے مسلمانوں میں لام بندی اور فوری جنگی تیاری کے جذبات ابھرے جنہوں نے آئندہ لڑائیوں میں مسلمانوں کو بہت کام دیا ہے۔ اس طرح یہ قربانی قوت ضائع کرنا نہیں تھا بلکہ قوت پیدا کرنا تھا۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کی حیات مقدسہ پر ایک نظر

۱۹۴۸ء سے ۱۹۵۵ء تک

آپ کی عظیم الشان خدمات سلسلہ اور مسلسل دینی جہاد

مکرم مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل

قسط ششم

۱۸ جنوری ۱۹۴۸ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے صاحبزادہ مرزا حفیظ احمد صاحب کی برات سیالکوٹ گئی اور ۱۹ جنوری کو واپس لاہور پہنچ گئی۔ اس برات میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب بھی شریک ہوئے۔ (الفضل ۲۱ جنوری ۱۹۴۸ء)

جنوری ۱۹۴۸ء میں آپ نے ہجرت قادیان کے سلسلہ میں اہم واقعات تعیین تاریخ کے ساتھ ایک روزنامچہ کی شکل میں شائع فرمائے۔ یہ مضمون بعد میں ایک رسالہ کی صورت میں بھی شائع کرایا گیا۔ (الفضل ۲۰ فروری ۱۹۴۸ء)

اپریل ۱۹۴۸ء میں جب جالندھر سے مکرم سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب، مکرم چوہدری فتح محمد صاحب سیال مرحوم، مکرم چوہدری شریف احمد صاحب باجوہ اور بعض دوسرے دوست ایک سپیشل ٹرین کے ذریعہ لاہور چھاؤنی پہنچے تو حضرت مرزا بشیر احمد صاحب، مکرم چوہدری اسد اللہ خان صاحب، مکرم شیخ بشیر احمد صاحب اور بعض دوسرے معززین ان کے استقبال کے لئے لاہور چھاؤنی کے سٹیشن پر تشریف لے گئے۔ (الفضل ۱۰ مارچ ۱۹۴۸ء)

۶ جون ۱۹۴۸ء سے دو ماہ کے لئے آپ نے صدر انجمن احمدیہ میں ناظر اشاعت کے فرائض سرانجام دیئے۔ (سروس بک)

جولائی ۱۹۴۸ء میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کو نبض کی تیزی کی شکایت پیدا ہوئی اور اس کے ساتھ ہی بخار رہنے لگ گیا۔ پس آپ نے ڈیڑھ ماہ کی رخصت لے لی۔ اس عرصہ میں صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب ان کے قائم مقام رہے۔ (الفضل ۸ جولائی ۱۹۴۸ء)

اگست ۱۹۴۸ء میں عید الفطر کے موقعہ پر قادیان کے ایک دوست سید محمد شریف صاحب نے آپ کو دو تحفے بھیجے۔ ایک تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزار مبارک کا تازہ ترین فوٹو تھا جس میں کتبے کا ایک ایک لفظ پڑھا جاتا تھا۔ اور ساتھ ہی حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کا مزار بھی صاف طور پر نظر آرہا تھا۔ اور دوسرا تحفہ پانچ عدد پھولوں کی صورت میں تھا۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزار کے قریب ترین موتیا کے پودے سے اتار کر بھیجے گئے تھے ان تحائف کی وجہ سے قادیان کی یاد آپ کے دل میں تازہ ہو گئی۔ اور مزار حضرت مسیح موعودؑ کے پھولوں کی خوشی میں آپ نے یہ دعا فرمائی کہ

"خدایا جس طرح تو قادیان کا
یہ چھوٹا سا نادر تحفہ ہمارے
پاس لایا ہے۔ اسی طرح یہ فضل
بھی فرما کہ تیری بے حد و حساب
قدرت خود قادیان کو ایک مجسم
تحفہ بنا کر ہمارے سامنے پیش
کردے وما ذالک علی اللہ
بعزیز۔ ولا حول ولا قوۃ
الا باللہ العلی العظیم"
(الفضل ۱۰ اگست ۱۹۴۸ء)

اگست ۱۹۴۸ء میں جبکہ جناب قائد اعظم محمد علی صاحب جناح مرحوم کوئٹہ میں مقیم تھے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے ایک خط کے ذریعہ انہیں توجہ دلائی کہ وہ پاکستان کے سرکاری دفاتر کے لئے ہدایت جاری فرمائیں۔ کہ وہ اپنی محکمانہ خط و کتابت میں بھی ہر تحریر کے شروع میں بسم اللہ لکھا کریں۔ اور جہاں مخاطب مسلمان ہو وہاں السلام علیکم کے الفاظ بھی ضرور لکھا کریں۔ مگر افسوس ہے کہ اس کے چند دن بعد ہی قائد اعظم کا انتقال ہو گیا اور وہ اس خط کی طرف توجہ نہ فرما سکے۔ (الفضل ۲۶ نومبر ۱۹۴۹ء)

دسمبر ۱۹۴۸ء میں آپ نے قادیان کے جلسہ سالانہ کے لئے ایک پیغام بھجوایا جس میں تحریر فرمایا کہ قادیان کے دوست تین طریق پر اپنے فریضہ سے عہدہ برآ ہو سکتے ہیں۔ اول شریف مزاج اور سنجیدہ غیر مسلموں کو تبلیغ کر کے دوم دینی اور اخلاقی لحاظ سے اپنا اعلیٰ نمونہ قائم کر کے۔ سوم۔ اسلام اور احمدیت کی اشاعت کے لئے خدا کے حضور دعائیں کر کے۔ (مکتوبات اصحاب احمد ص ۸۳)

مارچ ۱۹۴۹ء میں آپ نے سیرۃ خاتم النبیین حصہ سوم کے جزو اول کی اشاعت کا فیصلہ کیا۔ اور اعلان فرمایا کہ یہ کتاب جلسہ سالانہ کے موقعہ پر یا اس کے بعد شائع کر دی جائے گی۔ (الفضل یکم مارچ ۱۹۴۹ء)

جولائی ۱۹۴۹ء میں رمضان المبارک کے اختتام پر جبکہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کوئٹہ میں مقیم تھے۔ رتن باغ لاہور میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے اجتماعی دعا کرائی جو سوز و گداز کے عالم میں ۲۰ منٹ تک جاری رہی۔ (الفضل ۲۷ جولائی ۱۹۴۹ء)

۱۹ ستمبر ۱۹۴۹ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ ربوہ میں مستقل رہائش کی غرض سے لاہور سے ربوہ روانہ ہوئے اس سفر کی تاریخی اہمیت کے پیش نظر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب بھی اپنے اہل و عیال کے ساتھ حضور کے ہمسفر رہے۔ اور اسی دن شام کو لاہور واپس پہنچ گئے۔ (الفضل ۲۳ ستمبر ۱۹۴۹ء)

۱۱ جنوری ۱۹۵۰ء کو تعلیم الاسلام کالج یونین لاہور نے انڈونیشین دوست مسٹر بروم رنگ کوٹی کے اعزاز میں ایک دعوت طعام دی جس کے بعد ان کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کیا گیا۔ اس سپاسنامے کا جواب مسٹر بروم رنگ کوٹی نے نہایت اخلاص بھرے الفاظ کے ساتھ دیا۔ آخر میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے ایک مختصر سی تقریر کی جس میں آپ نے احمدی نوجوانوں کو تبلیغ اسلام کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ بعض علاقے ہماری تبلیغ کے خاص طور پر مستحق ہیں۔ مثال کے طور پر آپ نے سپین کا ذکر کیا اور پھر فرمایا کہ ہمیں مشرق میں انڈونیشیا تک اور مغرب میں سپین تک تبلیغی جدوجہد کو پہلے سے زیادہ وسیع کرنا چاہیئے۔ تاکہ ان دونوں کناروں پر اسلام کا جھنڈا زیادہ شان سے لہراتا ہوا نظر آنے۔ (الفضل ۱۷ جنوری ۱۹۵۰ء)

مارچ ۱۹۵۰ء میں آپ کا ایک مضمون جو "خیر خواہان پاکستان کے نام درد مندانہ اپیل" کے عنوان سے شائع ہوا تھا سیکرٹری صاحب تبلیغ جماعت احمدیہ لاہور نے ایک ٹریکٹ کی صورت میں شائع کیا۔ (الفضل یکم مارچ ۱۹۵۰ء)

اپریل ۱۹۵۰ء میں تعلیم الاسلام کالج میگزین "المنار" کا اجرا ہوا جس میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے بھی ایک نہایت قیمتی علمی مقالہ تحریر فرمایا۔ (الفضل ۲۱ مارچ ۱۹۵۰ء)

جون ۱۹۵۰ء میں آپ نے چیف بخار اور تیز بخار کی سوزش اور جگر کے بڑھ جانے کی وجہ سے رخصت حاصل کی۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس کو دفتر خدمت درویشاں میں آپ کا قائمقام مقرر فرمایا۔ (الفضل ۲۱ جون ۱۹۵۰ء)

۱۵ اگست ۱۹۵۰ء کو مکرم چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ لنڈن سے واپس تشریف لائے اور دوستوں کے علاوہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب بھی ازراہ شفقت لاہور سٹیشن پر تشریف لے گئے۔ آپ دیر تک مکرم چوہدری صاحب سے لنڈن کے نومسلم احباب کے حالات دریافت فرماتے رہے۔ آپ نے ان کی تعلیم و تربیت کے انتظام کی تفصیلات میں خاص دلچسپی کا اظہار فرمایا۔ (الفضل ۱۶ اگست ۱۹۵۰ء)

حکومت پاکستان کے فنانس ڈیپارٹمنٹ نے ۱۹۵۰ء میں ایک زکوٰۃ کمیٹی مقرر کی تھی جس نے فریضہ زکوٰۃ کے متعلق معلومات فراہم کرنے کے لئے ۳۹ سوالات مرتب کر کے مختلف انجمنوں اور اداروں کو بھیجے۔ اور ان کی ایک نقل حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو بھی ارسال فرمائی۔ ان سوالات کا جواب مرتب کرنے کے لئے حضور نے علماء جماعت احمدیہ کو ہدایت فرمائی۔ اور پھر ان کے پیش کردہ مواد کی روشنی میں حضور نے خود ایک مضمون ڈکٹیٹ فرمایا۔ وہ علماء جنہوں نے جوابات کی تیاری میں نمایاں حصہ لیا ان میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کا نام سر فہرست تھا۔ یہ جوابات اکتوبر ۱۹۵۰ء میں تشریح الزکوٰۃ کے نام سے شائع کئے گئے۔ (پیش لفظ رسالہ تشریح الزکوٰۃ)

دسمبر ۱۹۵۰ء میں آپ نے اعلان فرمایا کہ میں آج کل "چالیس جواہر پارے" کی تصنیف میں مشغول ہوں۔ دوست دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ میری اس تصنیف کو قبولیت کا درجہ عطا فرمائے اور میری مغفرت اور لوگوں کے فائدہ کا ذریعہ بنادے۔ (الفضل ۳ دسمبر ۱۹۵۰ء) یہ کتاب دسمبر ۱۹۵۰ء میں شائع ہوئی۔

جنوری ۱۹۵۱ء میں آپ نے اعلان فرمایا کہ چونکہ اب میرا دفتر لاہور سے ربوہ میں منتقل ہو گیا ہے اور میں خود بھی یہیں آ گیا ہوں اس لئے آئندہ میری ذاتی اور دفتری ڈاک ربوہ کے پتہ پر آنی چاہیئے۔ (الفضل ۱۲ جنوری ۱۹۵۱ء)

۲۰ جنوری ۱۹۵۱ء سے ربوہ میں تار گھر کھل گیا۔ اس تار گھر سے سندر تلون غنی سب سے پہلی تار حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی طرف سے قادیان ۲۰ اپریل گئے ...... بھجوائی گئی ...... بعد دو پہر ...... شروع ہوا ......

مئی ۵۱ء میں جامعہ احمدیہ احمد نگر میں جلسہ تقسیم اسناد منعقد ہوا جس میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب بوجہ علالت شمولیت نہ فرما سکے لیکن آپ نے اس موقعہ کے لئے ایک مختصر مگر بہایت قیمتی نوٹ تحریر فرمایا جو مکرم مولانا ابوالعطاء صاحب نے جلسہ میں پڑھ کر سنایا۔ آپ نے اس پیغام میں نوجوانوں کو دو نصیحتیں فرمائیں اول یہ کہ ان کا علم ایک منجمد پتھر نہ ہو بلکہ ایک ترقی کرنے والی جاندار چیز ہو اور دوسرے ان کے علم کے نتیجہ میں عمل کی روح ہو۔ (الفضل ۱۵ مئی ۵۱ء)

۱۷ مئی ۵۱ء کو خدا تعالیٰ کے فضل سے ربوہ میں ٹیلیفون آفس کھل گیا۔ اسی دن شام کے وقت ربوہ سے قادیان حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی طرف سے فون کیا گیا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس پیغام کے لئے مندرجہ ذیل الفاظ لکھ کر ارسال فرمائے۔

"جماعت کو سلام۔ بیماروں کی عیادت

اور دعاؤں کی تحریک" (الفضل ۲۴ مئی ۵۱ء)

جون ۵۱ء میں آپ کو ایک الہام ہوا جسے بعد کے واقعات نے بالکل سچا ثابت کر دیا کہ "محمدی! اٹھ تیری سربلندی کا وقت قریب آگیا ہے" (الفضل ۲۹ اکتوبر ۶۳ء)

اکتوبر ۵۱ء میں آپ نے اعلان فرمایا کہ چالیس جواہر پارے کا یہ دوسرا ایڈیشن شائع کرنے کے لئے میں اس کی نظر ثانی کر رہا ہوں اگر کسی دوست کے خیال میں کوئی مفید مشورہ ہو تو اس سے مجھے مطلع فرمائیں اس نوٹ میں آپ نے یہ بھی لکھا کہ میرے مدنظر احادیث کے ایک دوسرے مجموعہ کی تیاری بھی ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور سلسلہ احمدیہ کی صداقت پر روشنی ڈالنے والی حدیثوں کو جمع کیا جائے گا یہ مجموعہ بھی انشاء اللہ چالیس احادیث کا ہوگا۔ افسوس ہے کہ حضرت میاں صاحب یہ مجموعہ شائع نہ فرما سکے ورنہ یہ بھی جماعت احمدیہ کے لٹریچر میں ایک قیمتی اضافہ ہوتا۔ (الفضل ۲۳ اکتوبر ۵۱ء)

دسمبر ۵۱ء میں اسلامی خلافت پر آپ نے ایک گرانقدر مضمون لکھا جس میں آپ نے ثابت کیا کہ کوئی خلیفہ برحق معزول نہیں ہو سکتا یہ مضمون بعد میں "اسلامی خلافت کا نظریہ" کے زیر عنوان ایک ٹریکٹ کی صورت میں شائع کیا گیا (الفضل ۲۵ دسمبر ۵۱ء)

اسی طرح اشتراکیت اور اسلام پر آپ نے ایک مضمون لکھا جو بصورت ٹریکٹ شائع ہوا اور ہزاروں کی تعداد میں تقسیم کیا گیا (الفضل ۲۶ دسمبر ۵۱ء)

۵۱ء کے موسم سرما میں مکرم سید عبدالرحمن صاحب امریکہ سے ایک ریکارڈنگ مشین اپنے ہمراہ لائے اور حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کی تحریک پر انہوں نے ۷ فروری ۵۲ء کو ام المومنین کی آواز ریکارڈنگ مشین میں محفوظ کی یہ ایک مختصر سا پیغام تھا جو حضرت اماں جان نے سوال و جواب کے رنگ میں جماعت کے نام دیا سوال حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی طرف سے اور جواب حضرت ام المومنین کی طرف سے آپ کی آواز میں ریکارڈ کیا گیا یہ سوال و جواب احباب کی دلچسپی کے لئے درج ذیل کیا جاتا ہے

مرزا بشیر احمد:۔ اماں جان! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت اماں جان:۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔

مرزا بشیر احمد:۔ آپ کی آواز جماعت برکت کے خیال سے محفوظ کرنا چاہتی ہے اگر آپ کی طبیعت اچھی ہو تو جماعت کے نام کوئی پیغام دے کر ممنون فرمائیں

حضرت اماں جان:۔ میرا پیغام یہی ہے کہ میری طرف سے سب کو سلام پہنچے جماعت کو چاہیئے کہ

تقویٰ اور دینداری پر قائم رہے اور اسلام اور احمدیت کی تبلیغ کی طرف سے کبھی غافل نہ ہو اسی میں ساری برکت ہے میں جماعت کے لئے ہمیشہ دعا کرتی ہوں۔ جماعت مجھے اور میری اولاد کو دعاؤں میں یاد رکھے

مرزا بشیر احمد:۔ یہ حضرت ام المومنین اطال اللہ ظلہا حال مقیم ربوہ کا جماعت احمدیہ کے نام پیغام ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اس پر عمل کرنے کی توفیق دے اور حضرت اماں جان کی صحت اور عمر اور فیوض میں برکت عطا کرے (الفضل ۴ جون ۵۲ء)

مارچ ۵۲ء میں آپ نے حضرت ام المومنین کی تشویشناک علالت پر دعا کی تحریک کرتے ہوئے جماعت کو توجہ دلائی کہ حضرت ام المومنین کی زندگی کے ساتھ کئی برکات کے سلسلے وابستہ ہیں۔ (الفضل ۲۸ مارچ ۵۲ء)

اپریل ۵۲ء میں آپ نے اعلان فرمایا کہ اکثر دوست جو ربوہ میں مکان تعمیر کرواتے ہیں وہ ناواقفیت کی وجہ سے یا تو ٹھیکہ داروں سے کوئی تحریری شرائط ہی نہیں کرتے یا غلطی سے ایسی شرائط کر لیتے ہیں جو سراسر نقصان دہ ہوتی ہیں۔ اس مشکل کو دور کرنے کے لئے معاہدہ ٹھیکہ داری کی ایک مستقل فارم تجویز کر کے طبع کرائی گئی ہے جس کے مطابق کام کرنے سے انشاء اللہ ہر طرح فائدہ رہے گا اور فریقین میں کسی قسم کا جھگڑا پیدا نہیں ہوگا۔ اور اگر ہوا تو آسانی سے طے ہو سکے گا کیونکہ اس میں فریقین کے حقوق پوری طرح محفوظ کر دیئے گئے ہیں (الفضل ۲ اپریل ۵۲ء)

اپریل ۵۲ء میں حضرت ام المومنین کی تشویشناک علالت پر آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سارے خاندان کی طرف سے مشترکہ صدقہ کا انتظام کیا لیکن چونکہ بعض اوقات رقوم کے اعلان سے بعض کمزور طبیعتوں میں تکلف یا ریاء وغیرہ کا رنگ پیدا ہو جاتا ہے اس لئے آپ نے یہ تجویز فرمایا کہ کسی قسم کی رقوم نوٹ نہ کی جائے بلکہ جو رقوم کوئی عزیز اپنے حالات کے ماتحت شرح صدر سے دے سکے وہ نوٹ کرنے کے بغیر خاموشی کے ساتھ اس تھیلی کے اندر ڈال دے جو اس غرض کے لئے صدقہ کی رقوم وصول کرنے والے عزیز کے سپرد کی گئی تھی تاکہ ایسے نازک موقع پر جو کچھ دیا جائے خالص اور پاک نیت کے ساتھ محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے دیا جائے دوسری شرط یہ لگائی گئی کہ اس صدقہ کے لئے خاندان کا ہر فرد کچھ نہ کچھ رقم ضرور دے خواہ ایک پیسہ یا دھیلہ ہی ہو حتیٰ کہ دودھ پیتا بچہ بھی اس صدقہ کی شمولیت سے باہر نہ رہے چنانچہ ان شرائط کے ماتحت صدقہ کی رقم جمع کی گئی اور مستحقین میں تقسیم کی گئی۔
(الفضل ۸ اپریل ۵۲ء)

۱۴ نومبر ۵۲ء کو آپ کی سب سے چھوٹی بیٹی عزیزہ امۃ اللطیف بیگم سلمہا کی تقریب رخصتانہ عمل میں آئی۔ اس موقعہ پر آپ نے دوستوں سے دعا کی درخواست کرتے ہوئے یہ عارفانہ نکتہ بیان فرمایا کہ:۔

"شادی ایک اندھیرے
کا قدم ہوتی ہے اور اس
کے انجام کا علم خدائے علیم و
خبیر کے سوا کسی کو

نہیں ہوتا۔ والدین نیک نیت اور نیک امیدوں کے ساتھ ایک قدم اٹھاتے ہیں لیکن اس قدم کو ہر قسم کے خطرات سے بچا کر دینی اور دنیوی برکتوں سے نوازنا اور کامیابی کے انجام تک پہنچانا صرف خدا تعالیٰ کا کام ہے علیہ توکلت والیہ انیب۔ (الفضل ۲۰ نومبر ۵۲ء)

پاکستان کے دستور اساسی کے سلسلہ میں بنیادی اصولوں کی کمیٹی نے جو سفارشات اپنی رپورٹ میں کی تھیں ان پر غور کرنے کیلئے جنوری ۵۳ء میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک سب کمیٹی تجویز فرمائی جس میں اور دوستوں کے علاوہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب بھی شریک تھے۔ اس کمیٹی کے متعدد اجلاس حضور کی صدارت میں منعقد ہوئے اور رپورٹ پر غور کیا گیا بالآخر شائع کردہ سفارشات کے بارہ میں اس کمیٹی نے جو رائے دی اسے الفضل کے علاوہ پمفلٹ کی صورت میں بھی شائع کر دیا گیا۔
(الفضل ۱۴ جنوری ۵۳ء)

اسی ماہ میں آپ نے اپنے رسالہ چالیس جواہر پارے کے دوسرے ایڈیشن کی اشاعت کا اعلان کرتے ہوئے جہاں دوستوں کو توجہ دلائی کہ وہ اس کا خود بھی مطالعہ کریں اور اپنے عزیزوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیں وہاں آپ نے یہ بھی لکھا کہ

"اپنی کتابوں کی اشاعت اور فروخت وغیرہ سے میرا کوئی مالی تعلق نہیں ہوتا اور نہ ان کے نفع نقصان میں میرا کوئی حصہ ہوتا ہے۔ میں ہمیشہ خالصۃً ثواب اور خدمت دین کی خاطر کتاب لکھتا ہوں اور کتاب کی اشاعت یا اس کے مالی نفع نقصان کے پہلو سے میرا کوئی سروکار نہیں ہوتا۔ بلکہ اپنے لئے یا اپنے دوستوں کو تحفہ دینے کے لئے جو نسخے لیتا ہوں وہ بھی اپنے پاس سے قیمت دے کر خریدتا ہوں تا میرے ثواب میں کمی نہ آئے۔"
(الفضل ۱۷ جنوری ۵۳ء)

جنوری ۵۳ء میں ہی آپ نے اعلان فرمایا کہ مسئلہ ختم نبوت کے متعلق موجودہ بحث اور اختلافات کے پیش نظر میرا ارادہ ہے کہ اس بارہ میں ایک مختصر رسالہ لکھوں لہٰذا جو دوست اس مسئلہ کے کسی خاص پہلو کی زیادہ وضاحت ضروری سمجھتے ہوں وہ مجھے اپنا سوال لکھ کر بھجوا دیں۔
(الفضل ۲۷ جنوری ۵۳ء)

یہ رسالہ بعد میں "ختم نبوت کی حقیقت" کے نام سے شائع ہوا اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اس نے غیر معمولی مقبولیت حاصل کی۔

فروری ۵۳ء کے آخر میں آپ نے اعلان فرمایا کہ میں نے ایک مختصر سا رسالہ تربیت اولاد کے متعلق لکھا ہے جو دراصل مصباح کے ایک سابقہ مضمون کی نظر ثانی کے ذریعہ مرتب کیا گیا ہے خدا کے فضل سے یہ رسالہ تربیت اولاد کے لئے بہت مفید ہو سکتا ہے اور احمدی ماؤں کے لئے بہت عمدہ ہدایت نامہ ہے۔ اگر کوئی ادارہ یا کوئی دوست اسے چھاپنا چاہے تو ان کی خدمت میں اسے ہدیۃً پیش کر دیا جائے گا۔ (الفضل ۲۲ فروری ۵۳ء)
یہ رسالہ بعد میں "اچھی مائیں" کے نام سے شائع ہوا۔
(المصلح ۱۷ نومبر ۵۳ء)

۲۳ فروری ۵۳ء کو تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ کی جماعت نہم کے طلباء نے میٹرک میں شامل ہونے والے طلباء کے اعزاز میں ایک الوداعی پارٹی دی اس موقعہ پر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے بھی ایک خاص پیغام بھجوایا جو جواب ایڈریس کے بعد مکرم ہیڈ ماسٹر صاحب تعلیم الاسلام ہائی سکول نے پڑھ کر سنایا۔
(الفضل ۲۷ فروری ۵۳ء)

جون ۵۳ء میں آپ نے رمضان المبارک کے آخری عشرہ پر ایک نوٹ لکھ کر دوستوں کو اس امر کی طرف متوجہ کیا کہ ان ایام میں خصوصیت سے جماعتی دعاؤں پر زور دیا جائے کیونکہ اگر جماعت مشکلات اور تکالیف اور ابتلاؤں کے بھنور میں پھنسی رہی تو زید یا بکر کو مال اور نوکری اور اولاد اور صحت اور عزت کے مل جانے سے جماعت کو کیا حاصل ہو سکتا ہے لیکن اگر جماعت کو وہ کامیابی اور ترقی اور سرفرازی مل گئی جس کے لئے وہ پیدا کی گئی ہے تو زید یا بکر کی انفرادی ضرورتوں کے حصول کا رستہ بھی خود بخود کھل جائے گا۔ (المصلح ۹ جون ۵۳ء)

اگست ۵۳ء میں آپ نے دوستوں سے دعا کی درخواست کرتے ہوئے لکھا کہ میری صحت ایک عرصہ سے خراب ہے اور اپریشن کی ضرورت بھی نقرس کی وجہ سے پیش آئی جس کی وجہ سے دائیں کہنی کی جگہ پر ایک بڑی غدود دیرم سے بھر کر باہر نکل آئی تھی۔ اپریشن تو خدا کے فضل سے اچھا ہو گیا مگر بخار اب بھی ہو جاتا ہے اور کمزوری بھی کافی ہے اور ہاتھ بھی کچھ کانپتا ہے اسلئے دعاؤں کی خاص ضرورت ہے۔ (المصلح ۱۱ اگست ۵۳ء)

۱۹ نومبر ۵۳ء کو صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید کے نئے دفاتر کا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے افتتاح فرمایا۔ جب حضور صدر انجمن احمدیہ کے دفاتر میں تشریف لائے تو حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ناظر اعلیٰ اور مکرم مرزا عزیز احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اعلیٰ نے حضور پُرنور کے ساتھ ہو کر حضور کو تمام دفاتر کا معائنہ کروایا اس کے بعد اجتماعی دعا کا پروگرام شروع ہوا۔ کارکنان صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے بحیثیت ناظر اعلیٰ حضور کی خدمت میں ایڈریس پیش کیا جس میں ہجرت کے غیر معمولی دھکے کے باوجود سلسلہ کے کام میں غیر معمولی وسعت کا ذکر کر کے آپ نے بتایا کہ یہ عظیم الشان عمارتیں جن کے بنانے کی ہمیں ربوہ میں توفیق ملی ہے اس بات کی علامت ہے کہ ہمارے علیم و قدیر خدا کا منشاء ہے کہ ہمیں ہر حال میں اپنے کاموں اور اپنے سامانوں کو وسیع کرتے چلے جانا چاہیئے یہانتک کہ یہ الہامی بشارت اپنی تکمیل کو پہنچ جائے کہ

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے
محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد

اس کے بعد حضور نے تقریر فرمائی۔ (المصلح ۲۷ نومبر ۵۳ء)

۸ دسمبر سے ۱۵ دسمبر ۵۳ء تک مجلس خدام الاحمدیہ نے مالی ہفتہ منایا۔ اس موقعہ پر آپ نے بھی خدام کو ایک پیغام دیا جس میں آپ نے تحریر فرمایا کہ

"جہاں تک میں نے سوچا ہے جماعتی چندے ایک طرح سے دین کا نصف حصہ ہیں اور یہ کہ جو شخص احمدی کہلا کر چندوں کے معاملہ میں سست ہے وہ حقیقتاً جماعت کی غرض و غایت اور اہمیت کو سمجھتا ہی نہیں"۔ (المصلح ۹ دسمبر ۵۳ء)

اپریل ۵۴ء میں آپ کے ایک ہم جماعت چوہدری نذیر احمد صاحب طالب پوری کا تریسٹھ سال کی عمر میں انتقال ہوا تو

آپ نے ان کی وفات پر ایک نوٹ میں تحریر فرمایا:
"یہ ایک حقیقت ہے کہ بچپن کے زمانہ سے لے کر آج تک جب بھی مجھے کسی عزیز یا دوست یا بزرگ کی تریسٹھ سالہ عمر کا خیال آتا ہے تو لازماً اور بلا استثناء میرا خیال سرور کائنات فخر موجودات حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف منتقل ہو جاتا رہا ہے کیونکہ آپ نے بھی تریسٹھ سال کی عمر پائی تھی اور چونکہ آپ کی یہ عمر قمری حساب سے تھی اس لئے شمسی حساب کے مطابق یہ عمر کچھ اوپر ۶۱ سال کی بنتی ہے یہ سب سے کم عمر ہے جو کسی نبی نے (جو کسی حادثہ کے نتیجہ میں فوت نہیں ہوئے) اس ناپائیدار دنیا میں پائی اور اس کے مقابل پر ہمارے آقا صلے اللہ علیہ وسلم نے جو کام کیا وہ اتنا عظیم الشان ہے کہ مقابل پر اگر سب دوسرے نبیوں کے کام کو رکھا جائے تو پھر بھی آپ کے کام کا پلڑا البتہ زیادہ بھاری نظر آتا ہے۔" (الفضل ۸ اپریل ۱۹۵۴ء)

۶ جون ۱۹۵۴ء کو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ربوہ سے بذریعہ چناب ایکسپریس کراچی تشریف لے گئے۔ حضور نے اپنے بعد ۷ جون تک مکرم مولانا شمس صاحب کو اور اس کے بعد حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کو مقامی امیر مقرر فرمایا۔ (الفضل ۸ جون ۱۹۵۴ء)

۹ جون کی رات کو ربوہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے بجلی کی رو کا افتتاح ہوا اور سب سے پہلے مسجد مبارک میں روشنی ہوئی۔ اس موقعہ پر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے کثیر احباب کے ساتھ مسجد میں دعا فرمائی۔ (الفضل ۱۲ جون ۱۹۵۴ء)

۱۸ جون ۱۹۵۴ء کو حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی عمر چونکہ ساٹھ سال ہو چکی تھی اس لئے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے ماتحت کہ "ساٹھ سال کی عمر پر بہرحال ریٹائرڈ سمجھا جانا چاہیئے۔ اگر کام کے قابل ہو سالانہ توسیع ملازمت میں دی جائے" آپ کو صدر انجمن احمدیہ کی کارکنیت سے ریٹائر کر دیا گیا۔ ریٹائرمنٹ کے بعد بھی بحیثیت ناظر دفتر خدمت درویشاں آپ مجلس معتمدین کے ممبر رہے۔

۲۹ جون کو حضرت مرزا بشیر احمد صاحب پر دل کی تکلیف کا حملہ ہوا۔ ڈاکٹری مشورہ کے مطابق یکم جولائی کو ایمبولینس کار پر حضرت میاں صاحب کو لاہور لے جایا گیا۔ راستہ میں شیخوپورہ کے قریب تنفس کا شدید دورہ پڑا۔ مگر ٹیکے وغیرہ دینے اور آکسیجن سنگھانے کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے آرام آ گیا اور آپ آہستہ آہستہ شام کے ۸ بجے لاہور پہنچے (الفضل ۲ جولائی ۱۹۵۴ء)

آپ کا قیام ان دنوں کوٹھی نمبر ۹۶ ریمال پر تھا۔ (الفضل ۴ جولائی ۱۹۵۴ء)

۲۵ اگست کو آپ کو سانس کی تکلیف کا پھر سخت دورہ ہوا ساتھ ہی گلے میں بھی چوکنگ کی تکلیف رہی اس وجہ سے آپ کو آکسیجن گیس بھی دی گئی۔ (الفضل ۲۷ اگست ۱۹۵۴ء)

ستمبر ۱۹۵۴ء کے آخر میں آپ نے اعلان فرمایا کہ مجھے خدا کے فضل سے کافی افاقہ ہے۔ لیکن چونکہ ابھی تک بیماری کا پورا استیصال نہیں ہوا۔ اس لئے ڈاکٹر صاحبان کی ہدایت کے مطابق کافی احتیاط کی لازمی ہے دوست دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے جلد کامل شفا دے کر اس نعمت میں سے حصہ وافر عطا فرمائے جس کا اس نے ہمارے پیارے رسول سے وعدہ فرمایا ہے کہ الاخرۃ خیر لک من الاولیٰ۔ (الفضل ۲۰ ستمبر ۱۹۵۴ء)

۱۶ اکتوبر ۱۹۵۴ء کو لاہور میں علاج کی غرض سے ساڑھے تین ماہ قیام فرمانے کے بعد حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ربوہ واپس تشریف لے آئے روانگی سے قبل آپ نے جماعت احمدیہ لاہور کو پیغام دیا کہ "میں لاہور سے ربوہ جاتے ہوئے احباب لاہور کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے میرے ساڑھے تین ماہ کے قیام لاہور میں نہ صرف میری صحت کے لئے دردِ دل سے دعائیں کیں بلکہ عبادت اور اخلاص اور محبت کے حق کا بھی کامل نمونہ دکھایا جزاکم اللہ خیراً۔ احباب دعا جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے جلد پوری شفا دے کر خدمت دین کی توفیق دے اور ہم سب کو حسنات دارین سے نوازے اور حافظ و ناصر ہو۔" (الفضل ۱۸ اکتوبر ۱۹۵۴ء)

۳۱ دسمبر ۱۹۵۴ء سے سلسلہ احمدیہ کا مؤقر جریدہ "الفضل" لاہور کی بجائے مرکز سلسلہ ربوہ سے نکلنا شروع ہوا آپ نے اس پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے دعا فرمائی "کہ مرکز سلسلہ کا یہ پودا جو گویا اب اپنے بلوغ کو پہنچ رہا ہے بیش از بیش سرعت کے ساتھ بڑھے اور پھیلے اور پھولے اور اس کے پھلوں سے لوگ زیادہ سے زیادہ مستفیض ہوں (الفضل یکم جنوری ۱۹۵۵ء)

فروری ۱۹۵۵ء میں آپ نے اعلان فرمایا کہ "میں نے کچھ عرصہ سے سیرت خاتم النبیین کی تیسری جلد کے بقیہ حصہ کے مضامین کی فہرست تیار کر کے مرتب کر رکھی تھی جسے میں الفضل میں اشاعت کے لئے بھجوا رہا ہوں۔ اس سے میری تین اغراض ہیں اوّل یہ کہ مجھے اس کتاب کی تکمیل کی یاددہانی ہوتی رہے۔ دوم اگر خدانخواستہ میں اسے اپنی زندگی میں مکمل نہ کر سکوں تو خدا کا کوئی بندہ اسے اپنی لائنوں پر مکمل کر سکے اور میں بھی اس کے ثواب میں حصہ دار بن جاؤں سوم اگر کسی دوست کے خیال میں اس فہرست کی تکمیل کے متعلق کوئی مفید تجویز آئے تو وہ مجھے مطلع فرمائیں۔ یہ فہرست اوائل ۸ھ کے واقعات سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے یوم وفات تک ہے۔ (الفضل ۲۲ فروری ۱۹۵۵ء)

۲۳ مارچ کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اپنی بیماری کے علاج کے سلسلہ میں یورپ کے سفر پر روانہ ہوئے۔ حضور نے اپنی غیر حاضری میں قائمقام امیر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کو مقرر فرمایا اور اعلان فرمایا کہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ تحریک جدید اور صدر انجمن احمدیہ قادیان کے فیصلہ جات لئے اپنے دائرہ میں گو آخری ہوں گے۔ مگر ان کی نگرانی کا حق میاں بشیر احمد صاحب کو حاصل ہوگا (الفضل ۲۴ مارچ ۱۹۵۵ء)

۲۵ مارچ کو حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کچھ عرصہ کے لئے لاہور تشریف لے گئے تو آپ نے اپنی واپسی تک کے لئے مکرم مولوی جلال الدین صاحب شمس کو قائمقام امیر مقامی مقرر فرمایا۔ (الفضل ۲۷ مارچ ۱۹۵۵ء)

۳۰ مارچ کو مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ کے زیر اہتمام مسجد مبارک میں ایک تربیتی اجلاس منعقد ہوا جس میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کا بھی ایک پیغام پڑھ کر سنایا گیا۔ آپ نے اس پیغام میں نوجوانوں کو تقویٰ کی طرف توجہ دلائی جس کا خلاصہ آپ نے ان الفاظ میں بیان فرمایا کہ "انسان اپنے ہر قول اور ہر فعل اور ہر حرکت اور ہر سکون میں خدا کی رضا کی تلاش اور اس کی ناراضگی سے بچنے کی کوشش کو اپنا مقصود و مدعا بنائے اور ہر بات کہتے ہوئے اور ہر کام کرتے ہوئے بلکہ ہر کام سے رکتے ہوئے بھی یہ سوچ لیا کرے کہ کیا اس میں کوئی پہلو خدا کی ناراضگی کا تو نہیں ہے!" (الفضل ۲ اپریل ۱۹۵۵ء)

۴ اپریل کو آپ نے جنرل پریذیڈنٹ صاحب ربوہ اور آئمہ مساجد کو اس نقص کی طرف توجہ دلائی کہ جونہی نماز کا مقررہ وقت آتا ہے اور گھڑی کی سوئی مثلاً پونے ایک بجے یا ۱ بجے پر پہنچتی ہے تو مقررہ امام کا انتظار کرنے کے بغیر بلا توقف کسی اور حاضر الوقت بزرگ کو پیش امام بنا کر نماز شروع کر دی جاتی ہے۔ یہ بات مقررہ امام کے اکرام کو کم کرنے والی اور اس کے احترام کے خلاف ہے کہ چند منٹ کے لئے بھی اس کا انتظار نہ کیا جائے ہاں اگر زیادہ دیر ہو جائے تو پھر بے شک نماز کرا دینے میں کوئی حرج نہیں (الفضل ۶ اپریل ۱۹۵۵ء)

۹ اپریل ۱۹۵۵ء کو آپ نے اعلان فرمایا کہ "خلاصۃ الاسلام" کے نام سے میں ایک مختصر مگر جامع رسالہ لکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں جس میں اختصار کے ساتھ اسلام کا تاریخی پس منظر اور اس کی تعلیم کا نچوڑ آجائے گا۔ اور ان پہلوؤں کو خصوصیت سے نمایاں کیا جائے گا جن پر مغربی محققین کی طرف سے اعتراض کیا جاتا ہے یا وہ اسلام کی روح کو سمجھنے کے لئے ضروری ہیں اس کے بعد آپ نے ان مضامین کی ایک فہرست شائع فرمائی جن پر لکھنے کا آپ ارادہ رکھتے تھے اور بیرونی ممالک میں تبلیغ کا تجربہ رکھنے والے دوستوں سے درخواست کی کہ وہ اس بارہ میں مفید مشورہ دیں۔ (الفضل ۱۱ اپریل ۱۹۵۵ء)

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے سفر یورپ تشریف لے جانے کے بعد جب پنجاب اور کراچی کے بعض اخباروں میں اس قسم کے فتنہ انگیز نوٹ شائع ہوئے کہ امام جماعت احمدیہ کے ربوہ سے تشریف لے جانے کے بعد ربوہ میں نعوذ باللہ پارٹی بازی اور سازشوں کا میدان گرم ہے اور مختلف پارٹیاں اقتدار حاصل کرنے کے لئے کوشش کر رہی ہیں تو آپ نے اس کی پر زور تردید کی اور دوستوں کو ان ایام میں خاص طور پر دعاؤں اور صدقہ و خیرات سے کام لینے اور اپنے اندر تقویٰ اور طہارت نفس پیدا کرنے کی تلقین کی۔

(الفضل ۲۱ اپریل ۱۹۵۵ء)

۲۹ اپریل کی رات کو جبکہ حضور یورپ کے لئے جہاز میں سوار ہونا تھا۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی تحریک پر مقامی جماعت کی طرف سے صدقہ کا انتظام کیا گیا اور سولہ بکرے ذبح کئے گئے نیز رات کو ایک بجے جبکہ حضور نے ہوائی جہاز میں سوار ہونا تھا اہل ربوہ نے آپ کی ہدایت کے مطابق مساجد میں جمع ہو کر نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ دعائیں کیں۔

(الفضل یکم مئی و ۴ مئی ۱۹۵۵ء)

مئی ۱۹۵۵ء میں آپ نے ربوہ کی مساجد میں اعتکاف بیٹھنے والوں کے لئے بعض ضروری باتیں نوٹ کر کے ان کا مساجد میں اعلان کروایا اور دوستوں کو توجہ دلائی کہ انہیں اپنی نیند اور حوائج ضروریہ کو قلیل ترین وقت میں محدود کر کے عبادت اور نوافل اور دعاؤں اور ذکر الٰہی اور تلاوت قرآن مجید اور دیگر دینی مشاغل میں اپنا وقت گزارنا چاہیئے۔

(الفضل ۴ مئی ۱۹۵۵ء)

۲۲ مئی ۱۹۵۵ء کو رمضان المبارک کے اختتام پر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے مسجد مبارک میں آخری تین سورتوں کا نہایت لطیف درس دیا اور آخر میں اجتماعی دعا کروائی یہ دعا اس سوز اور درد کے ساتھ ہوئی کہ بعض غیر از جماعت لوگوں نے جماعت کے تضرع اور گریہ وزاری کی آواز قریباً نصف میل کے فاصلہ سے سنی اور حیرت کا اظہار کیا کہ یہ گریہ وزاری کیوں ہے۔ اس دعا کے ساتھ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا وہ کشف پورا ہو گیا جو ۱۴ جون ۱۹۵۵ء کے الفضل میں شائع ہو چکا تھا کہ جماعت کے ہزاروں ہزار آدمی اللہ تعالیٰ سے حضور کی صحت کے لئے نہایت کرب و اضطراب کے ساتھ دعائیں کر رہے ہیں۔

(الفضل ۲۳ جون ۱۹۵۵ء)

آپ کا یہ پر معارف درس الفضل ۳۱ مئی و یکم جون ۱۹۵۵ء میں شائع ہو چکا ہے۔

جون ۱۹۵۵ء میں آپ نے اعلان فرمایا کہ میں ڈاکٹری مشورہ کے ماتحت کچھ عرصہ کے لئے ربوہ سے باہر جا رہا ہوں۔ کیونکہ مجھے بلڈ پریشر کی زیادتی نبض کی تیزی پاؤں کے ورم اور نقرس کی تکلیف ہے میرے پیچھے عزیزم میاں ناصر احمد صاحب مقامی امیر ہوں گے چنانچہ آپ ۱۰ جون کو لاہور تشریف لے گئے (الفضل ۱۰ و ۱۲ جون ۱۹۵۵ء)

۳۰ جون کو آپ نے لاہور کے مینٹل ہسپتال کا معائنہ فرمایا۔ اس کا آپ کی حساس طبیعت پر ایسا اثر ہوا کہ اسکے بعد کی رات آپ کو بالکل نیند نہیں آئی اور تمام شب بے خوابی میں گذری۔ بعد میں آپ نے پاگل خانہ کا عبرتناک منظر کے زیر عنوان اسبارہ میں ایک مضمون لکھا (الفضل ۷ جولائی ۱۹۵۵ء)

جولائی ۱۹۵۵ء میں آپ نے سینما کے ضرر رساں پہلوؤں پر ایک مضمون لکھتے ہوئے جہاں افسوس سے لکھا کہ "بعض احمدی نوجوان بھی سینما کی ملمع سازی سے دھوکا کھا کر اس میدان میں چوری چھپے سے کام لے رہے ہیں اور داؤ لگا کر سینما چلے جاتے ہیں" وہاں آپ نے یہ بھی لکھا کہ "میں تفریح کی اہمیت کا ہرگز منکر نہیں بلکہ دن بدن اسکی ضرورت کا زیادہ قائل ہوتا جاتا ہوں۔ ہماری زندگیاں اس قدر سنجیدہ اور تفکرات سے اٹی ہوئی ہیں کہ اگر جائز اور مفید تفریحات کا انتظام نہ کیا گیا تو کام کرنے والے لوگوں کے اعصاب تباہ ہو کر رہ جائیں گے۔ اس لئے ہمارے سامنے یہ ایک اہم سوال ہے کہ اگر ایک طرف سینما سے روک کر لوگوں کے اخلاق کو خراب ہونے سے بچائیں تو دوسری طرف ان کے لئے کسی نہ کسی رنگ میں مختلف ذوق کے لوگوں کے لئے جائز تفریح کا سامان بھی مہیا کریں"۔ (الفضل ۱۰ جولائی ۱۹۵۵ء)

جولائی ۱۹۵۵ء میں آپ نے پھر اپنی کمزوری صحت کا ذکر کرتے ہوئے دوستوں سے اس دعا کی درخواست کا اعادہ کیا کہ "اللہ تعالیٰ مجھے اپنے فضل و کرم سے صحت اور خدمت اور برکت کی زندگی عطا کرے اور قرآنی محاورہ کے مطابق میری عاقبت میری اولیٰ سے بہتر ہو وما ذالک علی اللہ بعزیز"

الفضل ۲۶ جولائی ۱۹۵۵ء

۷ اگست کو حضرت اماں جان حرم محترم حضرت خلیفۃ المسیح اول کا ربوہ میں انتقال ہو گیا۔ اس پر آپ نے ایک تعزیتی مکتوب میں تحریر فرمایا کہ میری بھی خواہش تھی کہ میں اس موقعہ پر ربوہ جاتا مگر میرے اعصاب کی موجودہ حالت ایسی ہے کہ میں اس صدمہ کو برداشت نہیں کر سکتا میری طرف سے سب عزیزوں کو ہمدردی کا پیغام پہنچا دیں۔

الفضل ۹ اگست ۱۹۵۵ء

۱۳ اگست کو بعد دوپہر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب لاہور سے ربوہ تشریف لے آئے (الفضل ۲ ستمبر ۱۹۵۵ء)

۱۴ ستمبر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے حضرت امیر المؤمنین کی استقبالیہ کمیٹی کے قائم مقام صدر مکرم مولوی جلال الدین صاحب شمس اور کمیٹی کے سیکرٹری مکرم چوہدری ظہور احمد صاحب سے سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے استقبال کے انتظامات پر تبادلہ خیالات فرمایا نیز آپ موٹر میں اس راستے پر دور تک تشریف لے گئے جو استقبال کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔ اور وہاں مختلف موقعوں پر پہنچکر ان انتظامات کے عملی پہلوؤں کا جائزہ لیا۔ اور کمیٹی کے ارکان کو قیمتی مشوروں اور ہدایات سے نوازا (الفضل ۵ ستمبر ۱۹۵۵ء)

۲۵ ستمبر کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سفر یورپ سے واپسی کے بعد کراچی سے ربوہ تشریف لائے۔ سٹیشن پر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب امیر مقامی اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے افراد صحابہ کرام ناظر اور وکلاء صاحبان اور استقبالیہ کمیٹی کے جملہ اور ارکان حضور کے خیر مقدم کے لئے موجود تھے۔ سب سے پہلے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے حضور سے مصافحہ کیا اور اسکے بعد دوسرے احباب نے۔ اسکے بعد حضور اہل قافلہ کے ہمراہ قصر خلافت کی طرف روانہ ہوئے۔ سب سے اگلی کار میں شفیقی سیٹ پر حضور تشریف فرما تھے اور حضور کے ساتھ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب بیٹھے ہوئے تھے۔ مسجد مبارک کے قریب حضور نے کار سے اتر کر مسجد میں قبلہ رخ کھڑے ہو کر دعا کرائی حضرت مرزا بشیر احمد صاحب اور دوسرے معزز دوست اسوقت حضور کے پیچھے کھڑے تھے دعا سے فارغ ہونے کے بعد حضور السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہکر اپنے گھر تشریف لے گئے۔

(الفضل ۲۷ ستمبر ۱۹۵۵ء)

۲۳ اکتوبر کو آپ بغرض معہ بیگم صاحبہ علاج کی غرض سے لاہور تشریف لے گئے (الفضل ۵ اکتوبر ۱۹۵۵ء) چونکہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بھی ۵ نومبر کو لاہور تشریف لے آئے۔ اس لئے حضور بعض دفعہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب اور ان کی بیگم صاحبہ کی طبیعت پوچھنے تشریف لے جاتے رہے (الفضل ۱۰ نومبر ۱۹۵۵ء)

۷ دسمبر ۱۹۵۵ء کو درد صاحب وفات پا گئے آپ نے اُن کی وفات پر لکھا کہ اس سال ہمارے بہت سے قدیم بزرگوں اور دوستوں نے وفات پائی ہے گویا یہ ہمارا یہ عام الحزن ہے گو اس سے پہلے بھی حضرت ام المؤمنین کی وفات والے انتہائی تلخ سال کے علاوہ ہجرت والے سال یعنی ۱۹۴۷ء میں بھی ایک تلخ عام الحزن گذر چکا ہے مگر آخر کار بات وہیں آجاتی ہے کہ دنیا فانی ہے اور ہر انسان نے آگے پیچھے خدا کے حضور حاضر ہونا ہے (الفضل ۱۴ دسمبر ۱۹۵۵ء)

۱۴ دسمبر کو حضرت مرزا بشیر احمد صاحب بذریعہ کار لاہور سے ربوہ تشریف لائے اور آپ نے درد صاحب مرحوم کے اہل و عیال سے تعزیت فرمائی۔ (الفضل ۱۶ دسمبر ۱۹۵۵ء)

ربوہ میں تین روز قیام فرمانے کے بعد ۱۸ دسمبر کو حضرت مرزا بشیر احمد صاحب پھر لاہور تشریف لے گئے۔ (الفضل ۲۰ دسمبر ۱۹۵۵ء)

دسمبر ۱۹۵۵ء میں آپ نے چندہ امداد درویشاں کی اہمیت کی طرف دوستوں کو خاص طور پر توجہ دلائی اور فرمایا کہ "قادیان کا درویش حلقہ دراصل ہمارے لئے ایک مقدس روضہ ہے۔ جیسا کہ آئینہ کمالات اسلام والے کشف میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسے ایک روضہ قرار دیا ہے پس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں ہی دوستوں سے عرض کرتا ہوں کہ

بکوشید اے جوانان تا بدیں قوت شود پیدا
بہار و رونق اندر روضہ ملت شود پیدا

(الفضل ۲۰ دسمبر ۱۹۵۵ء)

جلسہ سالانہ ۱۹۵۵ء کے ایام میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب لاہور سے ربوہ واپس تشریف لے آئے تمام اعصابی بے چینی اور سانس کی تکلیف کا عارضہ جاری رہا۔ (الفضل ۳۱ دسمبر ۱۹۵۵ء)

درخواست ہائے دعا

۱- مسٹر چوہدری حسن محمد صاحب والد پروفیسر چوہدری حمید احمد صاحب کو سائیکل پر سے گرنے سے ران پر سخت چوٹ آئی ہے۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کامل و عاجل صحت عطا فرمادے (احمد حسین باجوہ۔ سرور منزل دار الرحمت وسطی ربوہ)

۲- خاکسار کی خالہ صاحبہ محترمہ غلام خاتون صاحبہ اہلیہ شیخ محمد عمر صاحب چند ماہ سے لاہور میں بیمار ہیں۔ اگرچہ اب قدرے افاقہ ہے۔ مگر بے حد کمزور ہیں۔ احباب جماعت و بزرگان سلسلہ کی خدمت میں ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

شمس الدین اسلم قائد مجلس خدام الاحمدیہ پشاور

۳- حکیم عبد القدیر صاحب۔ کاغانی سید مٹھا لاہور کے بھانجے ملک منور احمد منٹگمری سابق اوکاڑہ عرصہ دس ماہ سے بیمار ہے۔ ڈاکٹروں نے پھیپھڑوں کا کینسر بتایا ہے۔ حالت تشویشناک ہے۔ بزرگان سلسلہ کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے۔

(سید مبارک احمد (انسپکٹر وصایا) حال لاہور)

۴- میں دل کی تکلیف کا پرانا مریض ہوں۔ آجکل اس تکلیف کے ساتھ اعصابی کمزوری بھی ہے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔ (سید مبارک احمد شاہ انسپکٹر وصایا ابن حضرت مولوی سرور شاہ صاحب)

۵- میرے بھانجے عزیزم میر محمد اسحٰق صاحب نذیر ایم اے آف حیدر آباد دکن پی۔ ایچ۔ ڈی کرنے کے لئے انگلینڈ روانہ ہو رہے ہیں۔ احباب جماعت اور بزرگان سلسلہ سے عزیز کی نمایاں کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (محمود احمد سعید واقف زندگی)

۶- اہلیہ صاحبہ مکرم مستری فضل کریم صاحب احمدی ڈالیا سیمنٹ فیکٹری ڈنڈوت ضلع جہلم نے اپنی آنکھوں کا دو مرتبہ اپریشن کروایا ہے۔ لیکن آنکھیں ٹھیک نہیں ہوئیں۔ بلکہ نظر ضائع ہو گئی ہے۔ احباب جماعت کی خدمت میں درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نظر عطا فرمائے

(محمد اکبر افضل شاہد مربی چکوال۔ ضلع جہلم)

ضروری اور اہم خبروں کا خلاصہ

پشاور : ۱۱ مارچ۔ کل افغان وفد واپس کابل پہنچ گیا۔ واپسی سے قبل افغانستان کے وزیر تجارت مسٹر محمد سرور عمر نے پشاور میں اخباری نمائندوں کو بتایا کہ میرے دورہ سے دونوں ملکوں کے تجارتی تعلقات اور مضبوط ہو جائیں گے اور میں نے یہاں جو بات چیت کی ہے اس کے نتائج بار آور ثابت ہوں گے انھوں نے کہا کہ راہداری کے نئے سمجھوتہ کے بارے میں کل مشترکہ اعلان جاری ہو رہا ہے افغانستان کی صنعتوں میں پاکستانی سرمایہ کاری کے بارے میں انھوں نے کہا کہ ہم پاکستانی سرمایہ کا خیر مقدم کریں گے انھوں نے یقین دلایا کہ جو پاکستانی افغانستان کی صنعتوں میں سرمایہ لگانا چاہتے ہیں انھیں ہر ممکن سہولتیں دی جائیں گی مزید برآں ہم پاکستانی تاجروں کو بھی ہر ممکن سہولتیں دیں گے انھوں نے کہا پاکستانی تاجروں کے افغانستان آنے جانے سے ہمارے تجارتی روابط میں اور اضافہ ہوگا۔ افغانستان میں پاکستانی تاجروں کی نقل و حرکت پر عاید شدہ پابندیوں کے بارہ میں انھوں نے وضاحت کی کہ ان پابندیوں کا اطلاق صرف پاکستانیوں پر نہیں بلکہ سارے غیر ملکیوں پر ہوتا ہے۔

کراچی ۱۱ مارچ۔ مرکزی وزیر تجارت مسٹر وحید الزمان چار دن کے دورہ پر کل صبح قاہرہ روانہ ہو گئے قاہرہ میں قیام کے دوران میں وہ متحدہ عرب جمہوریہ اور پاکستان کے درمیان تجارت کی توسیع کے امکانات معلوم کرنے کے لئے بات چیت کریں گے سیکرٹری وزارت تجارت مسٹر اعجاز احمد نائک وزیر تجارت کے ہمراہ گئے ہیں مسٹر وحید الزمان ۱۵ مارچ کو بغداد پہنچیں گے جہاں سے وہ ۱۸ مارچ کو لندن جائیں گے اور دولت مشترکہ کے وزرائے تجارت کی دو روزہ کانفرنس میں شرکت کریں گے آپ ۲۲ مارچ کو جنیوا جائیں گے اور اقوام متحدہ کی تجارت و ذرعیات کی کانفرنس میں شریک ہوں گے یہ کانفرنس ۲۳ مارچ سے شروع ہونے والی ہے

نئی دہلی :- ۱۱ مارچ۔ کل وزارت خارجہ کی مشاورتی کمیٹی میں وزیر بے محکمہ مسٹر لال بہادر شاستری نے بتایا کہ میں نے مسٹر ٹالبوٹ سے صاف کہہ دیا ہے کہ بھارت مسئلہ کشمیر کے بارے میں حفاظتی کونسل کا اجلاس بلانے کے لئے امریکہ یا برطانیہ کی بلاواسطہ یا بالواسطہ حمایت کو پسند نہیں کرے گا انھوں نے یہ بھی کہا کہ سب سے پہلے مشرقی پنجاب کا مسئلہ حل ہونا چاہیئے اس کے بعد ہی کونسل کا اجلاس بلانے پر غور کر سکتی ہے۔

انھوں نے بتایا کہ مسٹر ٹالبوٹ نے مسئلہ کشمیر کا کوئی حل یا تقسیم کشمیر کی کوئی تجویز پیش نہیں کی انھوں نے کہا کہ اگر مسئلہ کشمیر پر کونسل کا اجلاس بلایا گیا تو اس سے دونوں ملکوں میں کشیدگی بڑھ جائے گی اب وقت ہے کہ اس کشیدگی کو ختم کرنے کے لئے اقدامات کئے جائیں۔

لندن ۔ ۱۱ مارچ۔ کشمیر وفد کے رکن اور کراچی کے ایک ممتاز صنعت کار حافظ حبیب اللہ نے گزشتہ رات یہاں پاکستانی طلبہ کے ہوسٹل کے لئے ایک ہزار پونڈ عطیہ دینے کا اعلان کیا ہے۔ پاکستانی طلبہ سے خطاب کرتے ہوئے انھوں نے یقین دلایا ہے کہ میں نے پاکستانی ہائی کمشنر سے کہا ہے کہ وہ سٹیٹ بنک آف پاکستان سے جلد اجازت حاصل کریں تاکہ میں چیک بھیج دوں۔

لاہور ۱۱ مارچ۔ صدر ایوب کو کل صبح گرز گائیڈ کی چیف کمشنر بیگم جی اے خان نے مشرقی پاکستان کے سیلاب زدگان کی امداد کے لئے دس ہزار روپے کا ایک چیک پیش کیا۔

روم ۔ ۱۱ مارچ۔ حکومت سوڈان نے جن ایک سو تیس عیسائی مشنریوں کو ملک سے نکالا ہے وہ کل روم پہنچ گئے۔ حکومت سوڈان نے دو سو مشنریوں کو نکل جانے کا حکم دیا تھا۔

جموں ۔ مقبوضہ کشمیر۔ ۱۱ مارچ۔ آج صبح جموں شہر میں بم کا ایک زبردست دھماکہ ہوا جس میں عمارت تباہ ہو گئی بھارت کے فوجی ماہرین تحقیقات کر رہے ہیں۔ فوری طور پر مزید تفصیلات حاصل نہیں ہو سکیں۔

نئی دہلی ۱۱ مارچ۔ بھارت بڑے پیمانے پر جو سامان جنگ تیار کر رہا ہے اور فوجی تیاریاں کر رہا ہے اس کے اثرات معیشت پر بری طرح پڑ رہے ہیں جس کے نتیجہ میں بھارت آئندہ سال میں ساٹھ لاکھ ٹن گندم درآمد کرے گا اس امر کا اعلان کل راجیہ سبھا میں وزیر خوراک نے کیا انھوں نے بتایا کہ ہر ماہ پانچ لاکھ ٹن غلہ درآمد کیا جائے گا۔

نئی دہلی ۱۱۔ مارچ۔ لوک سبھا میں کمیونسٹ گروپ کے لیڈر مسٹر اے کے گوپالن کو گزشتہ روز کیرالہ میں بھوک ہڑتال کرنے پر گرفتار کر لیا گیا مسٹر گوپالن نے دو ہفتے قبل ان لوگوں سمیت جنگلات کے آباد کاروں کے متعلق صوبائی حکومت کیرالہ کے غیر انسانی رویہ کے خلاف بھوک ہڑتال کر دی تھی پولیس نے ۱۹ مارچ تک کے لئے ان کا ریمانڈ لے لیا ہے مسٹر گوپالن نے مطالبہ کیا تھا کہ آباد کاروں پر پولیس فائرنگ کی عدالتی تحقیقات کرائی جائے مگر وزیر اعلیٰ نے مطالبہ ماننے سے انکار کر دیا۔

کراچی ۱۱ مارچ۔ مسٹر غنی اعرابی ڈائریکٹر آف نیوز ریڈیو پاکستان کو مسٹر الیف ڈی ڈگلس کی جگہ حکومت پاکستان کا پرنسپل انفارمیشن آفیسر مقرر کیا گیا ہے۔ اپنے نئے عہدہ کا چارج لینے کے لئے آپ ۲۰ مارچ کو کراچی سے راولپنڈی روانہ ہو رہے ہیں۔ مسٹر غنی اعرابی ایک منجھے ہوئے صحافی ہیں اور برصغیر اور غیر ممالک میں اخبار اور ریڈیو کی صحافت کا بیس سالہ تجربہ رکھتے ہیں آپ نے صحافت کا آغاز سابق سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور میں کیا آپ ۱۹۴۴ء میں آل انڈیا ریڈیو میں شامل ہوئے اور برصغیر کی سیاست کے اس انتہائی نازک دور میں ریڈیو پر خبریں پیش کرنے کے فرائض انجام دیئے۔

کراچی ۱۱ مارچ۔ سیم و تھور کے بارہ میں ابتدائی رپورٹ یونیسکو کے ماہرین اپریل کے آخر میں حکومت کو پیش کر دیں گے۔

کراچی ۔ ۱۱ مارچ۔ امریکی جریدہ اٹلانٹک منتھلی نے اپنے مارچ کے شمارہ میں قائد اعظم محمد علی جناح کی ذات پر انتہائی شرانگیز حملے کئے ہیں۔ اس رسالہ میں "پاکستان ۔ ہمارے دشمنوں کا دوست" کے عنوان سے داران اتا کا ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں قائد اعظم کو "برطانیہ کی تخلیق اور فرنگستان کا سپوت" کہا گیا ہے اتا نے لکھا ہے "پاکستان کو سمجھنے کے لئے اس دور کا جائزہ لینا ضروری ہے جب برصغیر پاک و ہند برطانوی سلطنت کا حصہ تھا اور برطانیہ نے اپنا تسلط برقرار رکھنے کی آخری کوشش کے طور پر اپنی "لڑاؤ اور حکومت کرو" کی پرانی پالیسی کا سہارا لیا بانی پاکستان محمد علی جناح برطانیہ کی تخلیق تھے۔

لاہور ۱۱ مارچ۔ صوبائی وزیر قانون و پارلیمانی امور مسٹر غلام نبی میمن نے کل صوبائی اسمبلی کے وقفہ سوالات میں بتایا کہ سیمنٹ کے بعض کارخانے نقصان میں چلتے رہے اس کی وجہ یہ ہے کہ مشرقی پاکستان کو کسی نفع کے بغیر سیمنٹ مہیا کرنا پڑتا ہے آپ نے بتایا کہ داؤد خیل کا رنگ سازی کا کارخانہ بھی کچھ عرصہ قبل تک نقصان میں رہا تاہم اب دیکھا مکمل طور پر کام شروع ہونے سے نفع ہو رہا ہے آپ نے مسٹر علی گوہر کھوڑو کی اس تجویز سے اتفاق نہیں کیا کہ پی آئی ڈی سی کے کارخانوں میں نقصان کی وجوہ کرنے کی کمیشن مقرر کیا جائے۔ مسٹر غلام نبی میمن نے میر حاجی محمد بخش تالپور کے ایک سوال پر کہا کہ حکومت تھرپارکر کے علاقہ میں نجی سرمایہ سے کھاد کا کارخانہ لگانے کی اجازت دے گی۔ آپ نے ایک اور سوال پر کہا کہ تھرپارکر کے علاقہ میں اعلیٰ درجہ کی چینی مٹی بھی ملی ہے حکومت اس سے پورا استفادہ کرے گی آپ نے خان احمد خان کے ایک سوال پر بتایا کہ جڑانوالہ اور مغربی پاکستان کے بعض دوسرے علاقوں میں پٹ سن کی کاشت کے تجربات کئے گئے تھے جو بہت کامیاب ثابت ہوئے ۔ ان علاقوں میں پودے کی لمبائی اور ریشہ کی کارکردگی بہتر تھا۔ صوبائی حکومت نے مذکورہ تجربات کے پیش نظر صوبہ کے مختلف علاقوں میں پٹ سن کے کارخانے قائم کرنے کی سکیمیں تیار کی تھیں جو منظوری کے لئے مرکزی حکومت کو بھیج دی گئی ہیں۔

پاکستان نے امریکی نائب وزیر خارجہ پر اپنا موقف واضح کر دیا

لاہور میں صدر ایوب اور وزیر خارجہ بھٹو سے ٹالبوٹ کی بات چیت

لاہور ۱۲ مارچ۔ امریکی نائب وزیر خارجہ مسٹر فلپس ٹالبوٹ نے کل لاہور میں صدر ایوب اور وزیر خارجہ پاکستان مسٹر ذوالفقار علی بھٹو سے الگ الگ بات چیت کی۔ مسٹر ٹالبوٹ نے کہا میں نے صدر ایوب کے ساتھ متعدد مسائل پر مفید بات چیت کی ہے آپ نے بات چیت کی نوعیت بتانے سے انکار کر دیا اور کہا کہ ہم نے جن امور پر گفتگو کی ان کو منظر عام پر لانا دانشمندی نہ ہوگی۔ البتہ مسٹر بھٹو نے کہا میں نے مسٹر ٹالبوٹ پر مسئلہ کشمیر کے بارے میں پاکستان کے موقف کی وضاحت کر دی ہے میں نے امریکی نائب وزیر خارجہ کو ان وجوہ سے آگاہ کر دیا ہے جن کی بنا پر پاکستان کو مسئلہ کشمیر حفاظتی کونسل میں پیش کرنا پڑا ہے اور جن کی بنا پر ہم حفاظتی کونسل کا اجلاس فوری طور پر دوبارہ بلانے پر زور دے رہے ہیں آپ نے کہا بھارتی مسلمانوں کے قتل عام اور مغربی بنگال میں فرقہ وارانہ فسادات کے بعد وہاں سے مسلمانوں کے وسیع پیمانہ پر انخلاء کے بارے میں بھی بات چیت کی گئی۔ امریکی نائب وزیر خارجہ مسٹر فلپس ٹالبوٹ نے کل کراچی سے لاہور پہنچے۔ کچھ تھوڑی دیر بعد گورنمنٹ ہاؤس میں صدر ایوب سے ملاقات کی جو ڈیڑھ گھنٹہ تک جاری رہی امریکی سفیر متعینہ پاکستان مسٹر میکنا گی اور دفتر خارجہ پاکستان کے ڈائریکٹر جنرل مسٹر ایم شفقت بھی اس موقع پر موجود تھے مسٹر ٹالبوٹ نے اس ملاقات کے بعد راولپنڈی روانہ ہونے سے قبل اخباری نمائندوں سے کہا مجھے صدر ایوب سے ملاقات کر کے مسرت ہوئی ہے آپ اخباری نمائندوں کے زیادہ تمام سوالات کو ٹال گئے جب آپ سے پوچھا گیا کہ صدر ایوب سے بات چیت کے دوران میں کون سے امور زیر بحث آئے تو آپ نے کہا میں نہیں بتا سکتا کہ ہم نے کن امور پر بحث کی ہے تاہم متعدد مسائل ہمارے زیر غور آئے مسٹر ٹالبوٹ سے دریافت کیا گیا کہ کیا آپ کا دورہ پاکستان و بھارت کامیاب رہا ہے تو آپ نے کوئی براہ راست جواب دینے سے گریز کیا اور صرف اس قدر کہا کہ میرا مقصد ان ملکوں کا دورہ کرنا اور ان کے لیڈروں سے بات چیت کرنا ہے جن سے دفتر خارجہ میں میرا واسطہ پڑتا ہے۔

بھارت کشمیر کے بارے میں یوم حساب سے فرار کی کوشش کر رہا ہے

نیویارک روانہ ہوتے وقت وزیر خارجہ ذوالفقار علی بھٹو کا بیان

لاہور ۱۲ مارچ وزیر خارجہ جناب ذوالفقار علی بھٹو نے کہا ہے کہ بھارت ایک پیشہ ور مجرم کی طرح سلامتی کونسل کے سامنے پیش ہونے سے کترا رہا ہے۔ اس نے ہمیشہ بین الاقوامی وعدوں کی خلاف ورزی کی ہے اور اب مسئلہ کشمیر کے بارے میں "یوم حساب" سے فرار حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔

جناب بھٹو نے نیویارک جاتے ہوئے لاہور کے ہوائی اڈے پر اخباری نمائندوں کو بتایا کہ اگرچہ سلامتی کونسل کے اجلاس کے نتائج کے متعلق کچھ کہنا قبل از وقت ہو گا لیکن پاکستان کو دنیا کے تمام ممالک کی حمایت حاصل ہے۔

ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ بھارتی حکومت کا یہ بہانہ قابل اعتنا نہیں کہ بھارتی پارلیمنٹ کا اجلاس شروع ہونے کی وجہ سے وہ سلامتی کونسل کے اجلاس میں اپنا نمائندہ نہیں بھیج سکتی۔ انہوں نے کہا کہ بھارت اپنے بے شمار وزیروں اور چالیس کروڑ باشندوں میں سے کسی کو بھی سلامتی کونسل میں بھیج سکتا ہے۔ جناب بھٹو نے کہا کہ پاکستان کی قومی اسمبلی کا اجلاس بھی شروع ہونے والا ہے لیکن اس کے نزدیک مسئلہ کشمیر سب سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ انہوں نے توقع ظاہر کی کہ سلامتی کونسل کے اجلاس میں مسئلہ کشمیر پر بحث دو ہفتوں میں مکمل ہو جائے گی لیکن انہوں نے یہ بتانے سے معذوری ظاہر کی کہ وہ کتنے عرصہ تک ملک سے باہر رہیں گے۔

انہوں نے کہا کہ کونسل کے گزشتہ اجلاس میں دنیا کے تقریباً سبھی ممالک نے مسئلہ کشمیر کے بارے میں پاکستان کے موقف کی حمایت کی اور اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اس مسئلہ کا آخری حل کس قدر ضروری اور اہم ہے انہوں نے کہا کہ وہ نیویارک پہنچ کر کونسل کا اجلاس شروع کرانے کی کوشش کریں گے۔ جناب بھٹو آج رات بذریعہ ہوائی جہاز کراچی سے لندن روانہ ہو جائیں گے۔ ان کے ہمراہ وزارت خارجہ کے ڈائرکٹر جنرل جناب آغا ہلالی بھی ہوں گے۔

جناب بھٹو نے کہا کہ بھارت، پاکستان اور چین کے خلاف جارحانہ عزائم رکھتا ہے جنہیں پورا کرنے کے لئے مغربی طاقتوں سے بھاری تعداد میں اسلحہ حاصل کر رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ حصول آزادی سے اب تک بھارت پانچ مرتبہ جارحیت کا مظاہرہ کر چکا ہے جو اس کی تاریخ آزادی میں ریکارڈ کی حیثیت رکھتا ہے۔

جناب بھٹو نے کراچی پہنچنے پر اعلان کیا ہے کہ کشمیر پاکستان کو مل کر رہے گا۔ اس کی آزادی کا دن بہر حال آئے گا اور پاکستان اسے آزاد کرائے بغیر اپنی جدوجہد ختم نہیں کرے گا۔ وہ یہاں ہوٹل میٹروپول میں مقامی کشمیریوں کی طرف سے دی گئی ایک دعوت استقبالیہ میں تقریر کر رہے تھے۔

انہوں نے کہا جب تک کشمیری عوام کو حق خودارادیت حاصل نہیں ہو گا۔ اس وقت تک بھارت اور برصغیر میں امن قائم نہیں ہو گا۔ انہوں نے کہا کہ دنیا کی بیشتر محکوم قومیں آزاد ہو چکی ہیں اس لئے کشمیر کو آزاد نہ کرنے کا کوئی جواز نہیں۔

چوہدری محمد تقی صاحب بیرسٹر کی تدفین

بقیہ صفحہ اول

ربوہ کے علاوہ سرگودہا، لائلپور، سیالکوٹ اور لاہور کے احباب جماعت نے خاصی تعداد میں ربوہ پہنچ کر نماز جنازہ میں شرکت کی۔ مرحوم موصی تھے لہذا جنازہ بہشتی مقبرہ لے جا کر نعش کو وہاں سپرد خاک کیا گیا۔ قبر تیار ہونے پر حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب صدر، صدر انجمن احمدیہ پاکستان نے دعا کرائی۔

مرحوم ۷ دسمبر ۱۹۶۲ء کو کار کے حادثہ میں زخمی ہو گئے تھے۔ دماغ کے اندرونی حصہ میں شدید ضرب آنے کی وجہ سے تین ماہ بیہوش رہے ہوش میں آنے کے بعد مزید علاج کے لئے آپ انگلستان اور یورپ بھی گئے چنانچہ ۶ ہفتہ انگلستان میں اور تین ہفتہ سوئٹزرلینڈ میں مقیم رہے۔ وہاں سے واپس آنے کے کچھ عرصہ بعد طبیعت پھر ناساز رہنے لگی اور بالآخر آپ ۹ اور ۱۰ مارچ ۱۹۶۴ء کی درمیانی رات اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔ مرحوم بہت ذہین، لائق، ہونہار، خوش خلق اور ملنسار ہونے کے علاوہ بہت مخلص احمدی تھے۔ وفات کے وقت عمر پچاس سال تھی۔ مرحوم نے ایک بیوہ اور تین بچیاں اپنی یادگار چھوڑی ہیں۔

ادارہ الفضل مرحوم کے برادران محترم چوہدری محمد شریف صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعتہائے احمدیہ ضلع منٹگمری اور محترم چوہدری محمد سعید صاحب آف حیدرآباد سندھ مرحوم کی بیوہ اور بچیوں نیز خاندان حضرت نواب محمد دین صاحب مرحوم کے جملہ افراد کی خدمت میں دلی ہمدردی اور تعزیت کا اظہار کرتا ہے اور دست بدعا ہے کہ اللہ تعالے مرحوم کو جنت الفردوس میں درجات بلند فرمائے اور خاص مقام قرب سے نوازے نیز پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق سے نوازتے ہوئے دین و دنیا میں ان کا ہر طرح حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴